

تو سویرا میرا

ڈاکٹر زوہا آصف

توسویر امیر ازوہا آصف

باب گیارہ

نوٹ:

اس ناول کے تمام جملہ حقوق رائٹر زوہا آصف کے نام محفوظ ہیں۔

کسی بھی فرد یا ادارے یا دوسری ویب سائیٹ کو رائٹر کی اجازت کے بغیر اس کی اشاعت کا اختیار نہیں۔

ایسا کرنے والے کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

شکریہ

زوہا آصف

ZOHA ASIF

انتساب

ان تمام لوگوں کے نام جو اپنی اندھیروں بھری زندگیوں میں سویرے کی تلاش میں ہیں، روشنی آپ کی منتظر ہے!

ZOHA ASIF

باب گیارہ؛ بھرم

وہ تیزی سے قدم اٹھاتی اس خوبصورت دس منزلہ عمارت کی طرف بڑھیں۔ داخل ہوتے ہی تیز روشنیاں رنگ بدلتی، کبھی سرخ، کبھی جامنی، کبھی نیلی، فضامیں بکھرتی ہوئیں نظر آئیں۔بلند آواز میں بجتی موسیقی، فرش کو بھی دھڑکتا ہوا محسوس کراتی، اور اس کے ساتھ رقص کرتے جسم، ایک دوسرے سے ٹکراتے، جھومتے، بے خودی میں ڈوبے ہوئے لگ رہے تھے۔

ہوا میں دھوئیں اور تیز پرفیوم کی مہک گھلی تھی، بار کاؤنٹر پر گلاسوں کی کھنک، اور لوگوں کی اونچی آوازیں، سب مل کر ایک ایسا شور بناتے جس میں الفاظ کھو جاتے۔ اسٹروب لائٹس کے ٹمٹماتے جھماکوں میں چہرے پل پل بدلتے دکھائی دیتے، کبھی صاف، کبھی دھندلے سائے۔

ایسے میں وہ لوگوں سے ٹکراتی، ان سے بچتی ہوئیں اس سٹنگ ایریا کی جانب آئی تھیں جو اس ڈانسنگ فلور سے ذرا ہٹ کر بنایا گیا تھا۔ ان کے اندازے کے عین مطابق وہ وہیں بیٹھا تھا۔ جامنی رنگ کی چمکتی ہوئی سلک شرٹ اور سیاہ کھلی پینٹ پہنے، آنکھوں میں لگایا گیا سرمہ اندھیرے اور مدھم بدلتی ہوئیں روشنیوں میں بھی واضح دکھائی دے رہا تھا۔

چار اور مردوں کے ساتھ چھوٹی سی ٹیبل کے گرد بیٹھا وہ تاش کے پتوں میں الجھا تھا۔ ان کی آمد پر ان چار مردوں نے ان کا سر تا پیر جائزہ لیا تھا، وہ جس حلیے میں طلال کے کمرے سے نکلی تھیں، اسی طرح بغیر کسی چیز کی پرواہ کیے وہاں

موجود تھیں، ان مردوں کے صوفے کے دائیں بائیں بیٹھیں نک سک تیار لڑکیوں نے اس وحشت زدہ عورت کو دیکھتے ہوئے عجیب تمسخر بھرے اشارے ایک دوسرے کی جانب اچھالے تھے۔

اپنے سامنے اسے موجود دیکھ کر وہ مسکرا دیا تھا، جیسے وہ جانتا ہو کہ یہ عورت اس سے ملنے لازمی آئے گی۔ انعم نے متجذبذب ہو کر اسے دیکھا۔

بغیر کچھ بولے اس نے انہیں ایک کارڈ تھمایا۔ اور دوبارہ ہاتھ میں موجود بے شمار پتوں میں سے ایک پتہ ٹیبل پر پھینکا۔

اب منظر بدل چکا تھا، وہ اسی بلڈنگ کے تیسرے فلور کے ایک کمرے میں موجود تھیں، انہیں یہاں بیٹھے دس منٹ گزر چکے تھے جب دروازہ کلک کی آواز سے کھلا تھا، وہ اضطرابی کیفیت میں اٹھ کھڑی ہوئیں جیسے انتظار کرنے کی سکت اب ختم ہو گئی ہو۔

"مجھے معلوم تھا تم ضرور آؤ گی نیمی جی" سرمے بھری آنکھیں اس کے جسم کا ایکس رے کر رہی تھیں، بے چینی سے پہلو بدلتیں وہ اس انسان کے روبرو کھڑی ہوئیں۔

"مجھے تم سے ایک کام ہے، تمہیں جتنی رقم چاہیے میں دوں گی مگر، غلطی یا کوتاہی کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیے" وہ سامنے دیوار پر آویزاں پینٹنگ پر نگاہیں گاڑھے سخت لہجے میں گویا ہوئیں، سامنے کھڑا شخص مسکرایا تھا۔

"مجھے معلوم ہے تمہارا کام، تمہیں تمہاری مرضی کا نتیجہ ملے گا بدلے میں مجھے میری مرضی کا معاوضہ یا پھر۔۔" وہ کہتے کہتے رکا، اور ان کے قریب دو قدم بڑھائے بازو پر بندھی پٹی کے باوجود اسے بڑھا کر انہیں چھونے کی کوشش کی تو وہ بھی اسی رفتار سے دو قدم پیچھے ہٹیں۔

"میں تمہیں نکلوانے کا اچھا خاصا معاضہ دے چکی ہوں بلاول بھولو مت، معلوم نہیں تم اتنے ماہر ہو کر بھی کیوں پکڑے جاتے ہو، کبھی کبھی یوں لگتا ہے جیسے مجھ سے رقم نکلوانے کے لئے تم جان بوجھ کر ایسی حرکتیں کرتے ہو۔"

ان کی کرخت آواز پر مقابل کے چہرے پر قائم مستقل مسکراہٹ جاندار قہقہے میں تبدیل ہوئی۔

کمرے کے سکوت بھرے ماحول میں وہ شیطانی قہقہہ انعم کو جھڑ جھڑی لینے پر مجبور کر گیا تھا۔

"مگر۔۔وہ معاوضہ تو اُن احسانات کے تلے دب جاتا ہے جو میں نے پچھلے کئی سالوں میں تمہارے اوپر کیے ہیں" کچھ لمحات کے توقف کے بعد وہ بولا تو انعم نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مجھے تو لگتا ہے یہ چوٹیں یا گولیاں بھی تم جان بوجھ کر کھاتے ہو تا کہ لوگ تم پر ترس کھائیں" وہ اسے پہلی بار مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے بولیں تھیں۔

"لوگ مجھ پر نہیں، میں لوگوں پر ترس کھاتا ہوں، جیسے اب تم میرے سامنے گڑگڑاتے ہوئے آئی ہو اور مجھ سے ترس کھانے کی بھیک مانگ رہی ہو" اس کے جلے کٹے انداز پر انعم بھڑک گئیں۔

"تمہارا دماغ تو ٹھکانے پر ہے؟" انہوں نے چبا جانے والے انداز میں پوچھا، اس سوال پر مقابل کے ہونٹوں پر رہنے والی وہ ازلی مسکراہٹ لوٹ آئی تھی۔

"جو کہہ رہا ہوں چپ چاپ مان جاؤ، ورنہ اسی کمرے میں انہیں دو افراد کے مابین بہت سے ایسے معاہدے ہوئے ہیں جو کسی تیسرے کو معلوم نہیں" بلاول نے دائیں ہاتھ سے انعم کے چہرے کو چھونا چاہا، وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹیں۔

ان کے کترانے پر اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"اور اگر معلوم ہو گئے تو۔۔۔تم جانتی ہو نا نیمی جی کیا ہو گا" وہ کہہ کر شیطانی مسکراہٹ لئے انہیں دیکھنے لگا۔

"ٹھیک ہے" وہ مجبور تھیں اور بلاول اسی مجبوری کا فائدہ اٹھا رہا تھا۔

"ہو جائے گا کام" وہ پھر اس کا قدم ان کی جانب بڑھا، وہ بھی اسی انداز میں ایک قدم پیچھے ہوئیں

"کام تو سن لو" انہوں نے بے بسی سے اس انسان کے سامنے ہار مانی، سچ کہتے ہیں رازداروں کی دشمنی اور دوستی بڑی خطرناک ثابت ہوتی ہے۔

"اس طاہر سے بدلہ لینا ہے نا تمہیں؟" اس کا تیر عین نشانے پر لگا تھا اور اس بات کا یقین اسے انعم کے چہرے کے بدلتے رنگ کو دیکھ کر ہو گیا تھا۔

"تم۔۔ تمہیں کیسے معلوم؟" وہ ہکا بکا رہ گئیں۔

"ہمارا واسطہ آج یا کل سے تو ہے نہیں اس لئے تم مجھے ہلکے میں مت لو۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں، اور دکھتی رگ سے تو یقیناً واقف ہوں" اس کی چال یوں تھی جیسے وہ اس وقت انعم کی دلی اور دماغی حالت کا مزہ لے رہا ہو۔

"ٹھیک ہے، یاد رہے اس بار غلطی کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔" انعم نے اسے سنجیدگی سے اس کے چہرے کو دیکھا جہاں جگہ جگہ نیل پڑے تھے، بلاول نے بھی اپنی سنجیدہ مگر شیطانی منصوبے لئے گہری آنکھیں اس پر ڈالیں۔

"جو حکم نیمی جی" وہ کہتے ہوئے ان کے قریب جھکا، وہ پھر دو قدم پیچھے ہٹیں، لیکن اس بار ان کی پشت دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔

"اور ہاں" وہ شہادت کی انگلی اس کی جانب اٹھاتے ہوئے بولیں

بلاول نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا۔

"اس بار وار وہاں کرنا ہے جہاں واقعی چوٹ گہری لگے" اس ساری گفتگو میں وہ پہلی بار مسکرائی تھیں۔

"بہت شاطر دماغ ہے تمہارا، ایسے ہی تو نہیں ہم تمہارے دیوانے" وہ کہتے ہوئے ایک غیر اخلاقی شرارت کرنے کی کوشش کرنے لگا مگر انعم عین اس لمحے دائیں جانب سے اس سے دور ہوئی تھیں۔

"چلتی ہوں میں اب" وہ کہتے ہوئے بجلی کی سی رفتار سے وہاں سے نکلی تھیں، ان کی پھرتی اور اس کی وجہ سمجھ کر ایک بار پھر کمرے کی خاموشی میں ایک خطرناک قہقہہ گونجا تھا۔

☆☆☆☆☆

"مگر تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟" طلال کی سخت آواز کمرے میں گونجی تھی۔ دوسری جانب سے موبائل کی دوسری جانب سے کچھ بولا گیا تھا۔

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی یار، کم آن، تم ایس ایچ او ہو یہ کوئی مزاق تھوڑی ہے؟" اس کے لہجے میں مزید سے مزید غصہ شامل ہوتا جا رہا تھا۔

دوسری جانب سے جانے کیا کہا گیا جو وہ دوبارہ مضطرب ہو کر بولا

"مگر گواہ موجود ہیں، میں نے خود دیکھا ہے، اس کا ساتھی بھی تو ہے ہمارے پاس پھر اکیلا وہ کیسے غائب ہو سکتا ہے؟ میں سمجھ نہیں پا رہا ایسی کونسی ہائی اتھورٹی ہے جو غنڈوں کو پولیس سے بچا رہی ہے؟" طلال کا پارہ مزید ہائی ہوتا جا رہا تھا۔

"خیر تم دیکھو تمہیں کیسے اسے ڈھونڈنا ہے، میں بعد میں بات کرتا ہوں" اس نے غصے سے کہتے ہوئے فون بیڈ پر پھینکا تھا، پیچھے مڑا تو عماد کو اپنے کمرے میں پایا۔

"کیا؟" بڑی مشکل سے اپنے لہجے کو سخت سے نارمل کیا گیا۔

"بھائی وہ میں سوچ رہا تھا ہم لوگ شاپنگ پر جا رہے ہیں آپ بھی چلیں گے؟" عماد نے تھوک نگلتے ہوئے پوچھا تھا، حالانکہ اس وقت طلال کے چہرے سے غصہ ہی غصہ جھلک رہا تھا۔

"شاپنگ کیوں؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"ارے بھائی؟" عماد نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

"کیا؟" پھر وہی سوال مگر اب اندازنا سمجھی کا تھا۔

"آپ کے نکاح کی شاپنگ بھئی" عماد کے کہنے پر اس کا دماغ جیسے ساتویں آسمان سے واپس زمین پر آیا تھا یا نکاح کا خیال آتے ہی دوبارہ ساتویں آسمان پر جانے کی تیاری میں تھا۔

"اوہ۔۔ہاں" اسے جیسے یاد آیا۔

"ڈونٹ ٹیل می، آپ اپنا نکاح ہی بھولے بیٹھے ہیں، میں بھابھی کو بتادوں گا" عماد کے انداز میں دھمکی واضح تھی۔

"تم پہلے ایک بات کا فیصلہ کرلو" طلال کی سنجیدہ نگاہیں اس کے چہرے پر ٹکیں۔

"وہ کیا بھائی؟" عماد نے معصوم چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا

"تم میرے بھائی ہو یا اپنی بھابھی کے دیور؟" طلال کے پوچھنے پر کھسیانی ہنسی اس کے چہرے پر آئی جسے چھپانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

اس کی ہنسی پر طلال نے کوفت سے اسے دیکھا۔

"جاؤ اب پندرہ منٹ میں آتا ہوں" طلال نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بھائی وہ۔۔" اس کے وہیں کھڑے رہنے پر طلال نے بیزاری سے اسے دیکھا۔

"کیا اب؟" اکتاہٹ چہرے سے ظاہر ہونے لگی تھی۔

"وہ ہبہ بھابھی کو بھی کہیں نا ساتھ چلیں؟" اس نے معصومیت سے جس طرح کہا تھا اور جس طرح اس کی معصومیت طلال نے ضبط کی تھی وہی جانتا تھا۔

"اگر وہی نہیں جا رہی تو شاپنگ کرنے کون جا رہا ہے؟" وہ اپنا غصہ ضبط کر کے اسے دیکھنے لگا۔

"بس میں، صفا، مروہ، فروہ اور عدیل"

"نکاح کس کا ہے؟" اس کی بات کاٹ کر سوال پوچھا گیا۔

"آپ کا" اسی کے انداز میں جواب دیا گیا۔

"اور؟" ایک اور سوال۔

"ہبہ بھابھی کا"۔

"تو شاپنگ تم سب کس خوشی میں کرنے جا رہے ہو؟" اس کے سوال کے ہزاروں جواب ہوتے ہوئے بھی وہ لاجواب ہو چکا تھا۔

"کیا مطلب آپ نہیں چاہتے ہم آپ کے نکاح میں اچھے کپڑے پہنیں، پیارے لگیں، اپنی عزت اور رتبے کے بارے میں سوچیں یار، کیسا لگے گا ایونٹ میں اگر آپ کی فیملی ہی اچھی نہ لگ رہی ہو؟" اس کی اتنی لمبی تقریر پر طلال نے لمبا سانس خارج کیا اور اسے غور سے دیکھا،

"اچھا ٹھیک ہے، کہاں ہے وہ؟" اسے کوئی بھی جواب دینے کا مطلب یہ تھا کہ لمبی بحث ہوتی، اس لئے اس نے خاموشی سے ہبہ کے متعلق پوچھا تھا۔

"ماما پاس ہوں گی، اور کہاں" عماد نے شانے اچکائے۔

"اچھا تم سب کو کہو، آدھے گھنٹے تب سب نیچے تیار پورچ میں پہنچ جائیں" وہ سر ہلاتے ہوئے چلا گیا، جبکہ طلال خاموشی سے باتھروم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

ZOHA ASIF

☆☆☆☆☆

وہ سیر ھیاں اتر کر نیچے آرہا تھا جب اس نے ہبہ کو تیزی سے سیر ھیوں کی جانب آتے دیکھا۔

"ہبہ باجی خیریت ہے؟" اس کے یوں ہانپنے پر وہ پریشان ہوا

"عماد بھائی میں آپ کے پاس ہی آرہی تھی" اس نے جلدی میں کہا

"ہوا کیا ہے؟ سب ٹھیک ہے؟" اس کے چہرے پر پریشانی کی لکیریں واضح دکھنے لگی تھیں۔

"وہ۔۔ میں نے۔۔" اس نے لب کھولے ہی تھے کہ صفا آگئی۔

"چلیں عماد بھائی؟" اس کی آواز پر وہ دونوں اپنی اپنی جگہ سنبھلے تھے۔

"ہاں طلال بھائی نے کہا ہے کہ دس منٹ تک سب پورچ پہنچیں" عماد نے ہبہ کو نارمل رہنے کا اشارہ کیا تاکہ صفا کو کسی بھی بات کا شک نہ ہو۔

"جھوٹے طلال بھائی نے آدھا گھنٹہ کہا تھا" وہ منہ پھولائے بولی۔

"شرم آتی ہے تھوڑی سی بھی؟" عماد نے اس کے چہرے کو ایسے دیکھا جیسے کھوج رہا ہو کہ شرافت صفا میں پائی بھی جاتی تھی یا نہیں۔

"کیوں کیا ہوا؟" اب پریشان ہونے کی باری صفا کی تھی۔

"آپ بھی ریڈی ہو کر پہنچ جائیں پورچ میں" اس نے ہبہ کو کہا جو اس کے انتظار میں کھڑی تھی، بات کے پیچھے کا اشارہ سمجھ کر جا چکی تھی۔

"میری اور میرے بھائی کی باتیں سنتی ہو تم بے شرم عورت؟" عماد نے اسے ڈپٹا۔

"کم آن یار، آپ لوگ کونسا قارون کے خزانے ڈسکس کر رہے تھے" صفا نے پہلے سے پھلایا منہ مزید پھلایا۔

"کر رہے ہوتے تو؟ کب سدھرو گی تم؟ کتنی بار سمجھایا ہے چھپکے سے بڑوں کی باتیں نہیں سنتے" عماد نے کہا

"اچھانا۔۔۔اب چلیں بھی، اور ہاں فروہ آپی نہیں جا رہیں، کتنی بار منت کر لی مگر وہ مان ہی نہیں رہیں" صفا نے اسے مطلع کیا۔

"ٹھیک ہے، باقیوں کو لے کر پہنچو تم" اس نے اسے کہا اور لان کی جانب بڑھ گیا، جبکہ صفا سر ہلاتی مروہ کو بلانے چلی گئی۔

☆☆☆☆☆

کیا کہے گا کبھی ملنے بھی اگر آئے گا وہ

اب وفاداری کی قسمیں تو نہیں کھائے گا وہ

ہم سمجھتے تھے کہ ہم اس کو بھلا سکتے ہیں

اور وہ سمجھتا تھا، ہمیں بھلا نہیں پائے گا وہ

کتنا سوچا تھا پر اتنا تو نہیں سوچا تھا

یاد بن جائے وہ، خواب نظر آئے گا وہ

سب کے ہوتے ہوئے اک روز وہ تنہا ہو گا

پھر ڈھونڈے گا ہمیں، اور نہیں پائے گا وہ

(اجمل سراج)

وہ اوندھے منہ بیڈ پر لیٹی تھی، سب کو اس نے یہی بتایا تھا کہ اس کے سر میں شدید درد ہے، مگر اپنے آپ سے کیسے جھوٹ بولتی؟ کیسے چھپاتی دل کا راز؟

کہ اس ایک انسان کی بے رخی، باقی پوری دنیا کی اچھائی پر بھاری ہوتی جا رہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر آنکھ کا نم کنارہ صاف کیا، اندر کی حالت بہتر کرنے کے لئے اس نے باہر کی حالت میں سدھار لانا چاہا۔

ڈریسنگ ٹیبل کی جانب جاتے ہوئے ناچاہتے ہوئے بھی وہ کھڑکی پر آ رکی، دل میں اس کی ایک جھلک دیکھنے کی خواہش آئی ہی تھی کہ فوراً سن لی گئی تھی۔

وہ سامنے تھا، لان میں، نک سک تیار شاپنگ پر جانے کے لئے۔

جہاں اسے دیکھ کر دل مسرور ہوا تھا وہیں ٹیس بھی اٹھی تھی۔

میں اکیلی تو نہیں تھی اس جرمِ محبت میں، پھر صرف میں ہی تکلیف میں کیوں ہوں؟

کیوں تم اتنے نارمل، اتنے خوش ہو جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو؟

کیا تمہارے لئے وہ خوبصورت وقت واقعی کوئی معنی نہیں رکھتا؟

جس ایک حسین ملاقات نے میری پوری زندگی بدل دی، تم پر وہ ذرا بھی اثر نہیں کرتی؟

کیا واقعی مردوں کو تکلیف نہیں ہوتی؟ یا پھر وہ درد سے اتنے امیون ہوتے ہیں کہ انہیں درد محسوس ہی نہیں ہوتا؟

اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی، عماد کو دیکھتے ہوئے وہ اسی سے مخاطب تھی۔

یک دم کسی مانوس خیال کے تحت اس نے نگاہیں اٹھا کر اوپر کی جانب دیکھا تھا۔

ان کی نگاہیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں تھیں، عماد کی بھوری نگاہیں اس کی سیاہ پتلیوں پر ایسے ٹھہریں تھیں جیسے اس سے زیادہ دلکش دنیا کا کوئی منظر نہیں تھا۔

اس کی آنکھوں سے خوبصورت کیا ہوگا؟

جن سے ہم نے محبت کی ہے

وہ پل بھر کو دیکھتا رہا پھر رخ موڑ گیا تھا، فروہ کو یوں گمان ہوا جیسے وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تھا، مگر

وہ جہاں تھی وہیں ٹھہر گئی تھی، اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ پکڑے جانے پر پیچھے ہٹ جائے، یا شاید اس میں اتنی سکت تھی کہ اپنی چوری پکڑے جانے پر سر تان کر کھڑی تھی۔

کہ ہاں دیکھ رہی ہوں تمہیں، اور صرف تمہیں ہی دیکھتی ہوں یوں، کر لو جو کرنا چاہو، دے دو جو سزا دینا چاہو۔ کچھ دیر وہیں کھڑے رہنے، اور اس کے پلٹنے کے انتظار میں رہنے کے بعد وہ بھی پلٹ گئی تھی، انتظار نے ہمیشہ اسے مایوس کیا تھا اور اس بار پھر مایوس ہو کر وہ مڑ گئی تھی اس بات سے بے خبر کہ وہ اسی وقت مڑا تھا جب وہ وہاں سے ہٹی تھی، اور پھر جب تک وہ شاپنگ پر نہیں چلے گئے، وہ وہیں کھڑا اس کے دوبارہ وہاں آنے کے انتظار میں کھڑا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

"ویسے مجھے نہیں معلوم تھا آج کے دور میں بھی آپ جیسی لڑکیاں پائی جاتی ہیں" عماد کی بات پر ہبہ کے چلتے قدم رکے تھے۔

"کیا مطلب؟" اس کے پوچھنے سے پہلے مروہ نے پوچھا تھا۔

"مطلب یار کوئی نخرے نہیں، کوئی فرمائشیں نہیں، جو لے دیا وہ لے لیا، جس سے منع کر دیا منع ہو گئیں، مطلب کیا؟" عماد کے چہرے کے تاثرات سے بھی شدید حیرانی جھلک رہی تھی، اس کی بات سن کر مروہ نے تائیدی انداز میں سر ہلایا جبکہ ہبہ نے بس ایک خاموش مسکراہٹ ہونٹوں پر سجالی تھی۔

کاش وہ اسے بتا سکتی کہ وہ کیوں آج کے دور کی لڑکیوں سے اتنی مختلف بن گئی تھی، کبھی وہ بھی یونہی نخرے کیا کرتی تھی، لاکھ سمجھانے پر نہیں مانا کرتی تھی اور آج زندگی نے ایسی کروٹ لی تھی کہ زبان پر چاہ کر بھی کوئی شکوہ نہیں آتا تھا۔

"ہاں تو، ایسی لڑکیاں نایاب ہو گئی ہیں، اس لئے تو ہبہ باجی بھی ہبہ نایاب ہیں" اس کی لاجک پر سب ہنس پڑے تھے۔ وہ سب اس وقت کھانے سے فارغ ہو کر چہل قدمی کرنے لگے تھے۔

"چلو بھئی۔۔ اب گھر کب جانا ہے؟ مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے؟" ان کی قطار میں سب سے آخر میں چلتی صفا کی تھکی آواز پر وہ سب مڑے۔

"کیا کہا تم نے؟" وہ سب یک زبان پوچھنے لگے۔ ان کے ایک ساتھ پوچھنے پر صفا گھبرا گئی۔

"مم۔۔ میرا مطلب" صفا نے تھوک نگلا۔

"ابھی جو دس ہزار کا بل دیا ہے ریسٹورنٹ میں، اس کے بعد بھی تم یہ فرما رہی ہو کہ مجھے بھوک لگی ہے؟ صفا آر یو اوکے؟" عماد کے انداز میں تشویش تھی جبکہ مروہ اور عدیل نے مسکراہٹ ہونٹوں تلے دبائی تھی۔

"پر عماد بھائی مجھے لگا وہ سٹارٹرز تھے، میں تو سارا ٹائم مین کورس کا ہی انتظار کرتی رہی" صفا نے یوں منمناتے ہوئے کہا جیسے اس سے زیادہ دکھی انسان تو دنیا میں کہیں نہیں ہو گا۔

"تو تمہارے کہنے کا مطلب ہے مٹن کڑاہی، چکن اچاری ہانڈی، ملائی بوٹی، چکن چیز کباب، رائتہ "یہ سب بس سٹارٹرز تھے؟"عماد نے ابرو اچکا کر پوچھا، صفا نے زور زور سے سر ہلایا۔

"کیا بنے گا اس لڑکی کا" اس نے دل میں سوچا۔

"صفا پھر یہ تو بتا دو کہ مین کورس میں کیا ہونا چاہیے تھا؟" اب پوچھنے کی باری عدیل کی تھی۔

"یہی کوئی۔۔"

"ابے رہنے دے اسے، پورا شاہی دستر خوان بھی لگوا دیں گے تب بھی یہی کہے گی مجھے لگا یہ تو بس سٹارٹرز تھے "عماد نے اس کے بولنے سے پہلے اس کی بات کاٹی۔

"بات تو تیری ٹھیک ہے "عدیل نے سر ہلایا۔

"سوچ اگر واقعی یہ مغلیہ خاندان کی شہزادی ہوتی تو کنیزوں، حلوائیوں اور خانساماؤں کا کیا حال ہوتا" عدیل کے کہتے ہی دونوں کے فلک شغاف قہقہے چھوٹے تھے۔

"کیا مطلب ہے آپ دونوں کا؟" وہ نروٹھے انداز میں کہتی وہیں رک گئی، جبکہ عماد اور عدیل اس کا مزید ریکارڈ لگاتے ایسے ہی چلتے رہے، کچھ دیر بعد جب اس کی جانب سے جواب نہ ملا تو دونوں مڑے، صفا وہیں ان سے دس قدم دور منہ پھولائے، دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کھڑی تھی، عدیل اور عماد نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا پھر اسے دیکھتے ہوئے پاس گول گپے کے سٹال کی جانب چلے گئے، اس کے بعد انہوں نے مڑ کر صفا کو نہیں دیکھا جو بیچاری اس کڑے امتحان سے گزر رہی تھی کہ غیرت کو چُنا جائے یا بھوک کو، بلآخر بھوک کی جیت ہوئی اور غیرت پیروں تلے دبا کر وہ بھی ان کے پیچھے گول گپے کے سٹال میں کھڑی ہو گئی۔

اپنے پیچھے سایہ محسوس کر کے عدیل اور عماد نے ایک ترچھی نگاہ صفا کی معصوم شکل پر ڈالیں، اور پھر ان کے قہقہے پورے فورٹریس میں گونجے تھے۔

☆☆☆☆☆

کھانا کھا کر وہ سب تھوڑی دیر کی چہل قدمی کے لئے نکلے تھے، باقی سب تو ساتھ ہی تھے مگر طلال نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا، ہبہ کی متلاشی نگاہیں اسی کو ڈھونڈ رہی تھیں، جب وہ اسے ایک کونے پر بیٹھے فقیر کے پاس جھکا دکھائی دیا تھا، ان کے مکالمے سے یہی معلوم ہوتا تھا جیسے طلال اس کا حال احوال پوچھ رہا ہو،

کچھ لمحے یونہی وہ اس سے باتیں کرتا رہا، پھر ایک لڑکا آیا اور اس نے کھانے کا پارسل طلال کے حوالے کیا، جو اس نے بغیر کھولے ویسے ہی اس فقیر کو پکڑا دیا، اب وہ فقیر ہاتھ اٹھا کر اسے دعائیں دے رہا تھا۔

پھر فقیر نے جانے ایسی کونسی دعا دی کہ طلال بخاری زور سے ہنس پڑا، ہبہ کو لگا جیسے اس کا دل رک گیا ہو، کان دنیا کی دوسری آوازیں سننے سے انکاری ہو گئے ہوں اور آنکھوں کے لئے تو یہ ایک ہی منظر اب کافی ہو گیا تھا۔ وہ ایک خوبصورت، مکمل منظر تھا۔

وہ کب سے طلال کو محویت سے دیکھ رہی تھی، ایسی وارفتگی کہ اندازہ ہی نہیں رہا کوئی اور بھی اسے ایسی ہی پرشوق نگاہوں سے دیکھنے لگا ہے۔

ZOHA ASIF

"اہم اہم۔۔" مروہ کے گلہ کھنکارنے پر وہ جیسے ہوش میں آئی۔

"ہن۔۔ہاں؟" اس نے نگاہیں طلال پر سے ہٹا کر اس کے چہرے پر مرکوز کیں، جہاں شرارت راج کر رہی تھی۔

"بس کر دیں بھابھی، آپ کے ہی ہیں وہ" اس کے شرارتی انداز پر وہ جھینپ گئی۔

"میں انہیں نہیں دیکھ رہی تھی" اس نے نظریں چراتے ہوئے جھوٹ گھڑا۔ چلتے چلتے وہ دونوں باقی تینوں سے ذرا آگے نکل آئی تھیں۔

"خیر پچھلے دس منٹ سے میں نان سٹاپ بول رہی ہوں اور آپ منظر میں ہوتے ہوئے منظر سے غائب ہیں، نگاہیں ایک ہی منظر، میرا مطلب ایک ہی انسان پر ٹکی ہیں، ان کے علاوہ کوئی منظر کوئی انسان دیکھنے سے پرہیز جاری ہے، پھر بھی اگر آپ کہتی ہیں کہ آپ "انہیں" نہیں دیکھ رہیں تو سارے ثبوتوں کو رد کرتے ہوئے آپ کی بات مان لیتے ہیں" مروہ کی لمبی تقریر پر اس نے اسے کہنی ماری تھی، اس کی حیا سے جھکتی نگاہیں دیکھ کر مروہ اور بھی دل سے ہنس پڑی تھی۔

"ویسے بھابھی آپ کو اتنا نہیں دیکھنا چاہیے میرے بھائی کو نظر لگ جائے گی" مروہ نے رازدارانہ انداز میں کہا۔

ہبہ کی چمکتی نگاہیں طلال پر سے ہوتے ہوئیں مروہ کے چہرے پر جا ٹکیں،

"انہیں میری نظر کبھی نہیں لگے گی مروہ" اس نے بھی اسی سرگوشی کے انداز میں کہا تھا۔

"اوہو" وہ محظوظ ہوئی۔

"کیا ہے اب؟" اس کے چھیڑنے پر وہ مزید خفت میں مبتلا ہو رہی تھی۔

"کچھ نہیں چلیں، اب چہرے کی لالی کم کریں، باقی سب بھی یہیں آ رہے ہیں" مروہ کی بات پر بے ساختہ اس کے دونوں ہاتھ چہرے پر گئے تھے، پورا چہرہ ایسے تپ رہا تھا جیسے وہ اکتالیس ڈگری میں کھڑی رہی ہو۔ اس نے اپنے چہرے کو تھپتھپاتے ہوئے مروہ کی جانب دیکھا جو اس کی معصوم حرکتوں سے مسرور ہو رہی تھی۔ اس کو ہنستا دیکھ کر وہ خفا ہوتی عماد لوگوں کی جانب بڑھ گئی جبکہ مروہ نے ہنس کر اسے دیکھا تھا۔

☆☆☆☆☆

وہ جب سے شاپنگ سے آئے تھے طلال خالدہ کے سرہانے ہی بیٹھا ہوا تھا، وہ جاگ رہی تھیں مگر خاموش تھیں، یہ خاموشی انہوں نے تب سے طاری کر رکھی تھی جب سے وہ طاہر اور فوزیہ کو ان کے گھر میں لے کر آیا تھا۔

"ماما۔۔ اگر آپ کو ان کے یہاں رکنے سے پرابلم ہے تو مجھ سے شئیر کریں، یا آپ کو ہبہ سے نکاح کے فیصلے پر ایشو ہے تو وہ بھی مجھے بتائیں مگر یوں خاموش نہ رہیں" طلال نے نرمی سے کہنا شروع کیا تھا۔

خالدہ کی ویران نگاہیں سامنے دیوارے سے ہٹ کر اب دائیں جانب طلال کے چہرے پر ٹک گئی تھیں۔

"ماما۔۔ خدارا کچھ تو اشارہ دیں، آپ کو جس بھی شے سے مسئلہ ہے، میں اسے حل کرنے کو تیار ہوں، اگر آپ میرے فیصلے پر راضی نہیں تو میں اس سے بھی دستبردار ہونے کے لئے تیار ہوں" یہ صرف وہی جانتا تھا کہ اس نے کتنی ہمت کر کے یہ الفاظ منہ سے نکالے تھے۔

مگر وہ شاید یہ بھول گیا تھا کہ جس ہستی سے وہ یہ کہہ رہا تھا وہ، وہ انسان تھیں جنہوں نے اسے نو مہینے اپنی کوکھ میں پالا تھا، جو اس کے دکھ، اس کی پریشانیاں بغیر اظہار کے سمجھتی تھیں، جو اس کے چہرے کی ایک جھلک سے سمجھتی تھیں کہ وہ کب کیا محسوس کر رہا ہے۔

"پلیز ماما؟" اس کی دلگرفتہ آواز پر خالدہ نے اسے دیکھا۔

انہوں نے ہلکے سے دایاں ہاتھ اٹھایا تھا، کوشش تھی کہ اس کے چہرے کو چھو سکیں، طلال نے سمجھ کر خود نرمی سے ان کا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھا تھا۔

وہ اسے ممتا بھری نگاہوں سے دیکھتی رہیں پھر، یک دم ان کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہوئے۔ طلال نے انہیں محبت سے تھام لیا۔

"اچھا روئیں تو نہیں" وہ ان کا سر سہلاتا کہہ رہا تھا۔ جب کچھ دیر بعد وہ تھوڑا ریلیکس ہوئیں تو طلال نے ان کی جانب دیکھا۔

"ماما آپ راضی ہیں میرے فیصلوں پر؟" وہ ان کا خیال جان چکا تھا پھر بھی ایک بار دوبارہ پوچھنا چاہ رہا تھا۔

انہوں نے نم آنکھیں اس کے معصوم چہرے پر ٹکاتے ہوئے آہستگی سے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ طلال کو یوں محسوس ہوا جیسے اس نے دنیا فتح کر لی ہو۔ اس نے ان کے ماتھے پر محبت سے لب رکھے تھے۔

"تو بس خوش ہو جائیں اب، رونا نہیں ہے" وہ پیار سے انہیں دیکھتا کہہ رہا تھا۔

خالدہ بھی روتے روتے ہنس دی تھیں۔

"کل کا دن ہے بس بہت کام ہے ابھی۔ اور ہاں آپ کے لئے جو ڈریس میں لایا ہوں آپ وہی پہنیں گی او کے؟" اس نے بچوں جیسے انداز میں کہا تھا، اس کی معصومیت، محبت اور شوق دیکھ کر خالدہ مسکرانے لگی تھیں۔ انہوں نے دل میں اپنے بچے کی خوشیوں کے لئے ڈھیر ساری دعائیں کی تھیں۔ اس بات سے بے خبر کہ ابھی اس بچے نے بہت سی آزمائشیں اور دیکھنی تھیں۔

☆☆☆☆☆

انہوں نے ستائشی نگاہوں سے ہبہ کا جوڑا دیکھا تھا، کتنے سارے احساسات تھے جو اس جوڑے کو دیکھ کر انہوں نے محسوس کیے تھے، انہیں تو یہ سب چیزیں نصیب نہیں ہوئی تھیں اس لئے وہ چاہتی تھیں کہ ان کی بیٹی اپنا نکاح، اپنی شادی پوری طرح سے انجوائے کرے، اس کے دل میں موجود ارمان کبھی حسرت نہ بنیں۔

وہ نم آنکھوں سے اس کا جوڑا دیکھ رہی تھیں جب طاہر نے ان کے لرزتے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا، انہوں نے متورم نگاہیں اٹھا کر طاہر کو دیکھا تھا جو بغیر کچھ کہے ان کے سارے ان کہے جذبات سمجھ چکے تھے۔

"میں۔۔وہ" چوری پکڑے جانے پر فوزیہ نے اس کا اثر زائل کرنا چاہا۔

"آخر کب تک آپ اپنی فیلنگز کو بے کار سمجھ کر انہیں جھٹلاتی رہیں گی؟" ان کے سوال پر وہ ساکت ہوئیں

ان کی شاکی نگاہیں طاہر کے سنجیدہ چہرے پر جا ٹکیں۔

"میں صحیح کہہ رہا ہوں فوزیہ، ہماری زندگیوں میں جو ہوا سو ہوا، مگر۔۔ہم نے ایک عرصہ خود کو اس گناہ کی سزا دی ہے جو ہم نے کیا ہی نہیں ہے، دوسروں کی غلطیوں، کوتاہیوں کی سزا ہم نے بھگتی ہے، آخر کب تک؟ اور ایسا کرنے سے ہمیں ملا بھی کیا؟ کچھ نہیں سوائے اذیت کے۔" طاہر کی گھمبیر آواز کمرے میں گونجی تھی۔

ان کے کہتے ہی فوزیہ کے کب سے روکے گئے آنسو بہنے لگے تھے۔

طاہر نے ان کا دوسرا ہاتھ بھی اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔

"جن لوگوں نے غلط کیا دیکھو آج وہ اپنی زندگیاں کتنی خوشحالی میں جی رہے ہیں، انہیں رتی برابر بھی فرق نہیں پڑا، اگر کسی کو فرق پڑا ہے تو وہ صرف ہم ہیں کیونکہ ہم نے اپنے ساتھ زیادہ ظلم کیا ہے، جتنی زیادتی انہوں نے ہمارے ساتھ کی ہم نے ان سے زیادہ خود پر ستم کیا" وہ نرمی سے انہیں سمجھا رہے تھے اور وہ چپ کر کے سنتی جا رہی تھیں، شاید اب وقت آ گیا تھا کہ اس "مظلوم" ٹیگ کو ہٹانے کا۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" وہ ہچکیوں کے درمیان پوچھ رہی تھیں۔

"میں بس آپ کو ایک بات سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں بیگم" انہوں نے نرمی سے کہا، فوزیہ انہیں دیکھنے لگیں۔

"ہم تب تک مظلوم ہوتے ہیں، جب تک ہم خود کو مظلوم سمجھتے ہیں، جس لمحے ہم خود کو اس مظلومیت کی فہرست سے نکالتے ہیں ہم پھر سے انہی انسانوں میں شمار ہونے لگتے ہیں جو آزاد ہیں، ہر فیصلے کے لئے، ہر خوشی منانے کے لئے، ہر فتح حاصل کرنے کے لئے" انہوں نے ان کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے بڑی محبت سے سمجھایا تھا۔

"یعنی؟" وہ براہِ راست ان کی نگاہیں میں دیکھتے ہوئے استفسار کر رہی تھیں۔

"یعنی دنیا نے جو ہم پر ظلم کیا وہ ایک گھنٹہ کیا، ایک دن کیا، ایک ہفتہ کیا، مگر جو اتنے سال ہم نے مظلوم بن کر گزارے وہ دنیا نے نہیں بلکہ ہم نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا کیونکہ ہم نے یہ تسلیم کر لیا تھا کہ ہم گناہگار ہیں جبکہ ہم نہیں تھے۔ ہم وکٹم تھے کلپرٹ نہیں" طاہر نے سنجیدگی سے فوزیہ کو دیکھا۔

ان کے پتلیاں حیرت اور شاک کے مارے پوری کھل گئیں تھیں۔وہ کتنی صحیح بات کر رہے تھے۔

اور جتنی صحیح یہ بات تھی اس کا ادراک ہوتے ہی دل پر گہرا بوجھ پڑ گیا تھا۔یعنی زندگی کے اتنے سال ان پر کوئی دوسرا نہیں بلکہ خود وہ ظلم کرتے رہے تھے؟

انہوں نے لمبا سانس خارج کیا، طاہر ان کا ہاتھ سہلانے لگے، وہ جانتے تھے یہ لمحہ بہت بھاری ہوتا ہے۔

ادراک کا لمحہ ہمیشہ بہت ہمت طلب ہوتا ہے اور وہ فوزیہ کو ہمت دینے کے لئے ان کے ساتھ موجود تھے۔

"اوہ۔۔" انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کریں، کیا کہیں۔وہ لمبے لمبے سانس لینے لگیں۔

طاہر ان کا ہاتھ سہلاتے رہے، ان کو پر سکون کرنے میں مدد کرتے رہے، وہ جانتے تھے یہ اتنا آسان نہیں تھا۔

جتنی اذیت انہوں نے اس ستم ظریفی میں گزاری تھی وہ ایک لمحے میں ختم ہونے والی نہیں تھی۔ مگر وہ انہیں یقین دلانا چاہتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ ہیں، ہر حال میں، ہر مشکل میں۔

اب وہ بیڈ کے بیک سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے فوزیہ ان کے ساتھ بیٹھی تھیں، ان کا سر طاہر کے دائیں کندھے پر ٹکا تھا، آنکھیں بند تھیں اور جسم ابھی بھی پینک اٹیک کے باعث لرز رہا تھا۔

"آپ جانتی ہیں بیگم اللہ تعالیٰ بھی انسان کو یہی سمجھاتا ہے؟" انہوں نے نرمی سے دوبارہ بات کا آغاز کیا تھا۔

فوزیہ کی بند نگاہیں بند ہی رہی تھیں۔وہ خاموشی سے انہیں سنتی جا رہی تھیں۔

"اللہ سورۃ ال یونس میں فرماتا ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ"

بے شک اللہ لوگوں پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا، لیکن لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

(آیت 44)

اللہ ہمیں آزمائش سے ضرور گزارتا ہے مگر اس میں صبر کرنا، حق کے لیے لڑنا اور ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہمارے ہی اختیار میں ہوتا ہے، اللہ کبھی بھی ظالم نہیں ہوتا یہ ہم انسان ہوتے ہیں جو مظلوم بنے پوری زندگیاں ضائع کر دیتے ہیں جیسے ہم نے کی ہیں۔اس لئے فوزیہ، میری پیاری بیگم میں چاہتا ہوں کہ ہم اب اپنی اصلاح کریں، ابھی بھی دیر نہیں ہوئی ہے، جتنی زندگی اللہ نے مزید لکھی ہے وہ صحیح معنی میں گزاریں۔وہ سب کریں جو ہم کرنا چاہتے تھے مگر خود کو مظلوم بنا کر نہیں کر سکے۔اور خاص طور پر ہبہ کے لئے۔۔اسے یہ محسوس نہ ہونے دیں کہ اگر ہم نے ساری زندگی تکلیفیں اٹھائیں ہیں تو اس کا بھی یہی مقدر ہے، ہمیں اسے وہ سب سکھانا ہے جو ہم نے بڑی دیر سے سیکھا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی ضائع نہ کر دے۔آپ میری بات سمجھ رہی ہیں نا؟" انہوں نے نرمی سے فوزیہ کو دیکھا تھا۔

انہوں نے نم آنکھوں مسکراتے لبوں سے اثبات میں سر ہلایا تھا، طاہر بھی مطمعین ہو کر مسکرا دیے تھے۔

ظلم تب ختم نہیں ہوتا جب ظالم باز آجائے، ظلم تب رکتا ہے جب مظلوم یہ سمجھ جائے کہ اللہ نے اسے ظلم سہنے کے لئے پیدا نہیں کیا۔

☆☆☆☆☆

وہ چُپ چاپ خالدہ کے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی، دائیں ہاتھ کی مٹھی بھینچی ہوئی تھی چہرے پر پسینے کے ننھے قطرے چمک رہے تھے، مانو جیسے کسی انجانے خوف میں مبتلا ہو۔

"کیا ہوا فروہ آپی کہاں جا رہی ہیں؟" صفا کی یک دم آنے والی آواز پر وہ ڈر گئی۔

"افففو صفا کبھی تو آرام سے بولا کرو" وہ بری طرح جھنجھلا گئی۔

"پر میں آرام سے ہی تو بولی" وہ عجیب تاثرات کے ساتھ اس کا اکتایا ہوا چہرا دیکھنے لگی۔

"اچھا، کیا کرنے آئی ہو یہاں؟" اس نے اسی انداز میں پوچھا۔

"تائی اماں کو اپنا ڈریس دکھانی جا رہی تھی، آپ کیا کرنے جا رہی ہیں وہاں؟" اس کے سوال پر وہ بری طرح پزل ہوئی تھی

"میں کیوں جاؤں گی وہاں؟" وہ سٹپٹا گئی۔

"ارے کیا ہو گیا ہے فروہ آپی ویسے ہی پوچھ رہی تھی" صفا واقعی اس کے عجیب برتاؤ پر حیران بلکہ پریشان تھی۔

"اچھا۔۔ میں کیچن کی جانب جا رہی تھی، پانی پینا تھا مجھے" وہ اسے کہتے ہوئے وہاں سے نکلی۔ صفا نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر نا سمجھی سے کندھے اچکا دیے۔ ویسے ہی کچھ دن سے فروہ کی حرکات مشکوک تھیں۔

ZOHA ASIF

☆☆☆☆☆

ہبہ اور طلال کے نکاح میں ایک دن باقی رہ گیا تھا، سارا سارا دن تیاری میں گزر جاتا تھا اور وہ سبھی رات دیر گئے تک فارغ ہوتے تھے کہنے کو سب کچھ سادگی سے ہو رہا تھا پھر بھی تیاریاں ایسی تھیں کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی

تھیں، وہ سب جوش و خروش سے طلال کے نکاح میں حصہ لے رہے تھے سوائے انعم اور خالدہ کے، ایک تیاری کر نہیں سکتی تھیں اور دوسری خاتون کرنا نہیں چاہتی تھیں۔

"تو کیا سوچا ہے تم لوگوں نے؟" اس کی گھمبیر آواز کمرے میں گونجی تھی۔

"طلال بھائی کو کافی کا جار گفٹ کر دیں گے" صفا نے کہا

"افففو موٹو کھانے کے علاوہ بھی سوچ لیا کرو" عدیل نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

"پھر انہیں ٹکس گفٹ کر دیتے ہیں" مروہ نے پر سوچ نگاہوں سے سیلنگ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس سُپون کو کتابوں کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں ہے، مجھے لگتا ہے عماد ہمیں خود ہی کچھ سوچنا پڑے گا" عدیل نے عماد کی طرف دیکھا جو صوفے سے جھک کر نیچے بیٹھی صفا کی گود میں رکھی کوکیز چُرانے کے چکر میں تھا

"لو جی آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے یہاں" عدیل نے بے ساختہ سر پر ہاتھ مارا

اس کے کہنے پر صفا نے مڑ کر عماد کی جانب دیکھا، اس کے منہ میں اپنی اتنی مہنگی کرمبل کی کوکی دیکھ کر اس کا تو جیسا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

"ہاہائے عماد بھائی" وہ غم سے چور لہجے میں کہہ رہی تھی، ساتھ ہی ساتھ کرمبل کوکیز کا باکس اس نے اپنی گود میں رکھ لیا، جس میں اب صرف ایک ہی کوکی بچی تھی جو وہ ہر حال میں عماد کے اعتاب سے بچانا چاہتی تھی۔ اس نے ایکسٹرا پروٹیکشن کے لئے اس باکس کو اپنے دوپٹے سے ڈھامپ دیا تھا۔

"کیا ہوا صفا پریشان کیوں ہو؟" معصومیت کی انتہا اس کے لہجے میں ختم ہوتی تھی۔

"عماد بھائی آخر کب سدھرے گیں آپ؟" عماد نے ایک نظر صفا کو دیکھا جو ہمیشہ کی طرح منہ پھولائے وہاں بیٹھی تھی اور نظر سامنے لاؤنج کے دروازے سے نظر آتی فروہ پر ڈالی تھی۔

"جب کوئی سدھارنے والی مل جائے گی" فروہ کو گہری نگاہوں کے حصار میں لئے، کب اس کے منہ سے یہ جملہ ادا ہوا اسے معلوم ہی نہیں ہوا، جب تک احساس ہوا دیر ہو چکی تھی،

وہ تینوں مڑ کر اسے ہی دیکھ رہے تھے، کوئی شاک میں تھا تو کوئی حیرانی کی آخری حد کو پہنچا ہوا تھا۔

"کیا مطلب؟؟؟" وہ سب ایک ساتھ بولے، ان کی تفتیشی سوالات سے وہ گھبرا گیا۔

"ارے میں نے تو ایک نارمل سی بات کہی ہے۔" وہ تھوک نگلتے ہوئے بولا۔

"یہ نارمل سی بات ہمیں بہت ابنارمل لگی ہے، دیکھ عماد صاف صاف بتا کیا چل رہا ہے تیرے دماغ میں، کہیں تو نے بھی ہماری بھابھی تو نہیں ڈھونڈ لی؟" عدیل نے اسے مشکوک ہو کر دیکھا، وہ نظریں پلٹ گیا۔

"ہاں عماد بھائی بتا دیں، ابھی بھی چانس ہے، اگر تو ایسی کوئی بات ہے تو ہم آپ کا نکاح بھی طلال بھائی ساتھ کر دیتے ہیں" صفا نے تجویز پیش کی۔

"لاحول ولا قوۃ ک الابلا کیا کہہ رہی ہو لڑکی" عماد نے جھڑ جھڑی لی۔

"ارے بدھو اس کا مطلب ہے کہ طلال بھائی اور ہبہ بھابھی کے ساتھ تمہارا اور اس ابنارمل لڑکی کا نکاح" عدیل نے عماد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی بخش لہجے میں سمجھاتے ہوئے کا تھا جیسے یہ بڑی گھمبیر صورتحال تھی اور اس کی اس حکمتِ عملی کی اشد ضرورت کے بغیر معاملہ بگڑ بھی سکتا تھا۔

"اگر تیری اس بہن کو معلوم پڑ گیا کہ تو نے اسے ابنارمل لڑکی کہا ہے تو جان لے لے گی وہ تیری بھی اور میری بھی" وہ بس سوچ ہی سکا کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

"بول بھی، کروادیں بھائی لوگ کے ساتھ ہی تیرا بھی بندوبست؟" عدیل نے اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

وہ کوئی جواب دینے ہی والا تھا جب لاؤنج میں ہبہ داخل ہوئی، ان سب کو عماد کے گرد گھیرا ڈالے دیکھ کر حیران ہوئی

"کیا بات ہے سب ٹھیک ہے؟" اس نے معصومیت سے پوچھا۔ وہ سب پلٹ کر اسے دیکھنے لگے۔

"ارے ہبہ بھابھی آپ ابھی بھی یہیں ہیں، میں نے کہا تھا نا آپ کی پارلر میں اپائنٹمینٹ ہے، آپ گئیں کیوں نہیں؟" مروہ اس کے سادہ سے حلیے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"وہ طلال نے کہا کہ وہ آفس جاتے ہوئے لیتے جائیں گے" وہ حیا سے نظریں جھکا کر بولی تو سب کے چہروں پر شرارتی مسکان آگئی۔

"اوہ۔۔۔ طلال نے کہا" "لیتے جائیں گے" سب نے اسے چھیڑنا شروع کر دیا، اس کے چہرے پر سرخی پھیل گئی، وہ پلٹی اور باہر جانے ہی والی تھی کہ طلال وہیں آگیا۔ اس نے اشارے سے پوچھا کیا بات ہے؟ اور ہبہ ایک بار نظریں ملا کر دوبارہ ملانے کی ہمت کہاں رکھتی تھی اس لئے خاموشی سے سائیڈ پر کھڑی ہو گئی۔

"کیوں تنگ کر رہے ہو میری بیگم کو؟" وہ مصنوعی خفگی سے ان سب کو گھورتے ہوئے بولا۔

"اللہ اللہ طلال بھائی ابھی وہ بیگم بنی نہیں ہیں اور پہلے ہی آپ نے ہمیں ڈانٹنا شروع کر دیا ان کے لئے؟" مروہ نے وہی دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر فسادی آنٹیوں والا انداز اپنایا تو سب زیرِ لب مسکرا دیے۔

"ہاں تو دیکھو چوبیس گھنٹے بھی نہیں رہ گئے اب" طلال اپنی رولیکس کی گھڑی پر نگاہ ڈالتے ہوئے بولا۔

"دیکھو تو کتنی جلدی ہے انہیں" صفا نے کانوں کو ہاتھ ہلایا۔

ان کی ڈرامے بازی پر ہبہ مسکرا دی تھی، وہ جانتی تھی یہ سبھی ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچے بغیر کہاں چین لیتے تھے۔

"خیر جلدی صرف انہیں تو نہیں ہے" مروہ نے ترچھی نگاہ عماد پر ڈالی جو اپنی جان بچا کر بھاگنے ہی والا تھا۔

"کیا مطلب؟" طلال نے اس کی نگاہوں کی تعاقب میں عماد کو دیکھا جو پیروں میں جوتا ارستا باہر جانے کی تیاری میں تھا۔

"تم کدھر چلے عماد صاحب؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں پھولوں والے کے پاس، کل کی ڈیکوریشن کی بات پکی کرنے" اس نے جلدی میں کہا۔

"جتنا گھبرائے ہوئے تم ہو، کہیں اپنی بات پکی نہ کر دینا" طلال نے بظاہر سنجیدگی سے کہا مگر انداز شرارتی تھا۔

عماد نے ایک نظر اسے دیکھا، اس ہڑبڑاہٹ سب پر واضح ہو چکی تھی، پکڑے جانے کے خوف نے اسے پکڑوا دیا تھا۔

اور اب وہ سب کی مشکوک نگاہوں کے حصار میں تھا۔

"میں آتا ہوں" وہ تیزی سے باہر نکلا۔ اس کے جاتے ہی سب کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گونجا تھا، اور اس بار قہقہوں کی بوچھاڑ میں آفت گینگ کے ساتھ طلال اور ہبہ کی ہنسی بھی شامل تھی۔

☆☆☆☆☆

دن کی تیز دھوپ آہستہ آہستہ مدھم پڑنے لگی، اور آسمان کا نیلا رنگ سنہری اور پھر گہرے ارغوانی سائے میں ڈھلنے لگا۔ ہوا میں ہلکی سی خنکی گھلنے لگی، اور سائے لمبے ہوتے ہوتے آہستہ آہستہ اندھیرے میں گم ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں تارے جھلملانے لگے، ہر سو نیلگوں سی روشنی تھی، ساتھ چمکتے تارے آسمان کو مزید پرکشش بنا رہے تھے، ان چمکتے تاروں کے جھلمل میں روشنی سے بھرپور، یکتا چاند بھی اپنی مثال آپ تھا۔ وہ ایک بھرپور نگاہ چاند پر ڈال کر سامنے لان کی کرسی پر اپنا انتظار کرتے عماد کی جانب بڑھی تھی۔

"بھابھی کتنی جلدی آ گئیں آپ" عماد نے اسے دیکھتے ہی تنز کا نشتر چلایا تھا۔

"جی جتنی جلدی آپ کھسکے تھے اتنی ہی جلدی" اس کے برجستہ جواب پر وہ ہبہ کو دیکھنے لگا۔

"یہ بھابھی بنتے ہی آپ نے ظالم سماج کا روپ دھار لیا ہے، معاف نہیں کروں گا آپ کو میں، کم از کم آپ کو میرا ساتھ دینا چاہیے تھا" وہ نروٹھے انداز میں کہنے لگا، ہبہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے دیکھا۔

"خیر ساتھ تو فلحال مجھے آپ کا چاہیے وہ بھی ایک اہم اور سنجیدہ مسئلے میں" ہبہ نے مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا تھا

"خیریت تو ہے بھابھی؟" وہ سنجیدہ ہوا، اس کے انداز میں کچھ تو ایسا تھا جسے عماد نے سیریس ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

ہبہ نے ایک گہری نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی، سائیڈ پول کی نارنجی روشنی میں عماد کا چہرہ بھی زرد معلوم ہو رہا تھا۔

"عماد بھائی جو بات اب میں آپ سے کرنے جا رہی ہوں، وہ بہت سنجیدگی، تحمل اور ہمت سے سنیے گا" اس کی تمہید پر عماد کا سانس رکا۔ وہ اضطرابی کیفیت میں آگے کو ہو کر بیٹھا۔

نگاہیں براہِ راست ہبہ کی بھوری آنکھوں سے ملی تھیں۔

"بولیے بھابھی، میں ہمہ تن گوش ہوں" اس کے لہجے میں ٹھہراؤ ہبہ کو پرسکون ہونے پر مجبور کر گیا تھا۔

"بات یہ ہے کہ۔۔" اس نے وہیں سے کہنا شروع کیا جہاں وہ اس دن شاپنگ پر جاتے ہوئے تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی طلال کو بتانے جا رہی تھی، مگر عماد کے اشارے پر رک گئی تھی، وہ بات طلال یا عماد کو بتانا بے حد ضروری تھی، اور اس لئے اس نے ہر حال میں آج عماد سے بات کرنے کا سوچا تھا۔

اس نے نگاہ اٹھا کر عماد کے سنجیدہ چہرے پر ڈالی، وہ اسی کی جانب منتظر نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

ہبہ نے وہ اہم بات عماد کے گوش گزار کر دی تھی جس کے باعث وہ تین دن بے چین رہی تھی، اس سے بات کرنے کے بعد اسے کافی حوصلہ ہوا تھا۔ اور اب ان دونوں کو مل کر اس نازک معاملے کو ہوشیاری سے سلجھانا تھا۔

☆☆☆☆☆

وہ رات دیر سے فارغ ہوئی تھی، صبح کے لئے اپنے کپڑے استری کر کے ابھی سونے لیٹی تھی کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی، اس نے تعجب سے گھڑی کی جانب دیکھا جہاں ایک بجنے کے قریب تھا۔

"جی؟" وہ آواز دیتی بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی

"عماد" اس ایک لفظی جواب پر وہ سن ہو گئی تھی۔

اس کے جسم میں اتنی ہمت بھی نہیں بچی تھی کہ وہ اٹھ کر دروازہ کھولتی، مختلف اندیشے اسے ستانے لگے، ایک ان دیکھا خوف تھا جس نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا تھا، اس انتشار کی وجہ سے وہ لاعلم نہیں تھی، اور یہی ڈر اب اس کے اوسان خطا کر رہا تھا۔

اسی اثناء میں دوبارہ دستک دی گئی، ایک مانوس انداز، ایک مانوس احساس۔

اس نے اپنے لرزتے وجود کو ایک بار دونوں بازوؤں کی مدد سے ڈھانپنا چاہا، مگر تیسری دستک پر وہ مجبور ہو گئی تھی،

اس نے لاچاری سے پیروں میں چپل پہنی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی دروازے تک پہنچی، اس کی چال ایسی تھی جیسے وہ ابھی سے ہار مان چکی تھی، جیسے اسے معلوم تھا کہ آگے کیا ہونے جا رہا تھا، شاید اس کی دنیا تباہ ہونے جا رہی تھی۔

اس سے پہلے وہ چوتھی دستک دیتا، دروازہ کلک کی آواز سے کھل چکا تھا مگر کھولا نہیں گیا تھا، اس نے لمبا سانس خارج کیا، دروازہ تھوڑا سا دھکیلا تو وہ خود بخود کھلتا چلا گیا، اس نے دھیرے سے اپنی سرخ انگارہ آنکھیں اٹھا کر سامنے ستمگر کو دیکھا تھا،

جو پیلی رنگ کی ٹخنوں تک آتی فراک میں ملبوس تھی، پیروں میں پیلے اور سیاہ رنگ کا چپل پہنے، دوپٹہ سر پر ٹکائے وہ اس کی جانب پشت کیے کھڑی تھی۔

"کیوں آئے ہو اس وقت میرے کمرے میں؟" فروہ کے سوال پر وہ چند قدم اٹھاتا اس تک پہنچا تھا، یوں کہ اب وہ دونوں روبرو کھڑے تھے۔

"کیا میں نے جو سنا ہے وہ سچ ہے؟" کہنے کو یہ ایک سوال تھا مگر اس سوال نے ایک کو تڑپا کر رکھا تھا تو دوسرے کو ڈرا کر۔

یہ ایک سوال، جس نے کئی دن سے فروہ کو ڈرا کر رکھا تھا وہ آج حقیقت بن چکا تھا، اور جواب دینے کے لئے جیسے ہی اس نے عماد کو دیکھا، اس کی سرخ ہوتیں آنکھیں، سختی سے بھینچے لب، اور ناہموار سانسیں اسے اس کی تکلیف کی شدت سے آگاہ کر گئیں تھیں۔

اس سارے پلان میں اسے پہلی بار محسوس ہوا وہ کچھ غلط کر بیٹھی ہے، شاید بہت غلط۔

"کک۔۔ کیا؟" عماد کے اندازے کے عین مطابق وہ معصوم بنی پوچھ رہی تھی، تو گویا تم میرے ساتھ کھیل کھیلنا چاہتی ہو۔

"تم اچھی طرح جانتی ہو میں کیا پوچھ رہا ہوں فروہ اسلم، مجھے اکساؤ نہیں کہ میں تمہیں اس طرح ٹریٹ کروں جس طرح تم ڈیسرو کرتی ہو" عماد کے لہجے کی چبھن اسے اپنے پورے وجود کو چھلنی کرتی محسوس ہوئی، اس نے ضبط سے ایک بار پھر اسے دیکھنے کی جسارت کی۔

"مجھے نہیں معلوم تم کس بارے میں بات کر رہے ہو" ایک نگاہ اس کی سنجیدہ آنکھوں پر ڈال کر وہ نگاہیں پلٹ گئی تھی، عماد نے ضبط سے اسے دیکھا۔

اس نے کرسی فروہ کے سامنے رکھی اور اسے بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"میں تم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی" اس کی آنکھوں میں خوف تھا، جسے دیکھ کر عماد کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ آئی۔

"کیا میں نے جو سنا ہے وہ تم نے کیا ہے؟" عماد نے دوبارہ وہی سوال دہرایا، اب کے بار اس کے لہجے میں سختی، اور آواز میں بلندی آئی تھی۔

"مجھے نہیں معلوم تم کیا۔۔۔" اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی گئی تھی۔

"میں تمہیں اپنی وضاحت دینے اور سچ کہنے کا آخری موقع دے رہا ہوں فروہ اسلم، اس کے بعد معافی کی بھی گنجائش نہیں بچے گی" عماد نے شدید سختی سے کہا تھا، وہ برداشت کی آخری حد سے گزر رہا تھا

ایک پل کو اس کا دل چاہا وہ فروہ کے منہ پر زور سے ایک تھپر رسید کرے مگر وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا کیونکہ اس کی غیرت کا تقاضہ یہی تھا کہ وہ بات چیت سے مسئلے کا حل نکالے، عورتوں کے ساتھ جسمانی بدسلوکی کرنا بخاری ولا کے مردوں کو سکھایا ہی نہیں جاتا تھا۔

"جواب دو تم فوراً ورنہ؟" عماد نے اپنی غصے سے بھری نگاہیں اس کے چہرے پر گاڑھیں تھیں۔

"عماد۔۔ مجھے تمہارے رویے سے۔۔۔ تکلیف۔۔" اس نے کہنا چاہا۔

"تکلیف؟" وہ استہزایہ انداز میں ہنس پڑا۔

"تمہیں بھی تکلیف ہوتی ہے؟ دوسروں کی بے بسی کا مزاق اڑانے والی، انہیں اپنے گھناؤنے منصوبوں میں استعمال کرنے والی عورت فروہ اسلم کو تکلیف ہوتی ہے؟" اس نے تنزیہ مسکراہٹ ساتھ کہتے ہوئے اس کا

"بولو کیا منصوبے ہیں تمہارے، کیا کر رہی تھی تم میری ماں کے ساتھ؟ کیوں بدلیں تم نے ان کی دوائیاں؟" وہ دھاڑا تھا۔

فروہ نے ایک دفعہ خوف سے دروازے کی جانب دیکھا جو پورا کھلا ہوا تھا، کوئی بھی ان کی آوازیں با آسانی سن سکتا تھا، کوئی بھی وہ سب بھید جان سکتا تھا جنہیں وہ دو سالوں سے چھپاتی آئی تھی۔

"مم۔۔میں" فروہ نے سوکھے لبوں پر زبان پھیری۔

"جھوٹ کی گنجائش نہیں" عماد نے اسے وارن کیا۔

"کیونکہ میں تم سے بدلہ لینا چاہتی تھی" اس نے جھکا ہوا سر اٹھایا اور اسے براہِ راست دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کے لب و لہجے میں جیسے جنون اتر آیا تھا۔

اس کے جواب پر عماد کے چہرے کا رنگ اڑا تھا، وہ محبت میں اتنی سنگدل، اتنی خود غرض ہو جائے گی، ایسا عماد نے سوچا بھی نہیں تھا۔

"کس بات کا بدلہ؟" عماد نے پھر ویسی ہی سختی سے پوچھا

"جو تم نے میری محبت کی قدر نہیں کی" اس نے دھیرے سے جملہ مکمل کیا۔

"محبت؟ فروہ بی بی تم جانتی بھی ہو محبت کہتے کسے ہیں؟" عماد نے دونوں بازو سینے پر باندھتے ہوئے تحمل سے پوچھا تھا۔

اس کے ایک ہی جواب نے جیسے عماد کو مکمل طور پر توڑ دیا تھا۔

جو موہم سی امید تھی کہ شاید فروہ نے ایسی نیچ حرکت نہ کی ہو، وہ اتنی پست نہیں ہو سکتی وہ سب امیدیں، وہ سب مان، اور وہ سب توقعات ایک لمحے میں چور ہوا ہوا تھا۔

یک دم اس کا نارمل، دھیرا اور مدھم لہجہ محسوس کر کے فروہ نے حیرت سے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔

"محبت کبھی خود غرض نہیں ہوتی، نہ ہمیں بے حس بناتی ہے، محبت ایک پاک جذبہ ہے، جو کبھی کسی کا غلط نہیں سوچنے دیتا، اور تم نے تو ہر حد ختم کر دی، تم نے تو اپنے محبوب (وہ تلخی سے ہنسا تھا) اس کی ماں کو ہی جان سے مار دینا چاہا،" عماد نے تکلیف سے اسے دیکھا تھا۔

فروہ کو دوبارہ محسوس ہوا جیسے وہ کبھی نہ بھر پانے والا نقصان کر بیٹھی ہے۔

"یہ تو شکر ہے کہ تمہاری مشکوک حرکتیں اور بار بار ماما کے کمرے میں جانا بھابھی کو مشکوک لگا، اور انہوں نے دوائیاں کراس چیک کیں اور چھپکے سے بدل ڈالیں تاکہ تمہیں شک نہ ہو، مگر انہوں نے تمہیں پھر بھی بدنام نہیں کیا، وہ چاہتیں تو اپنی اس دن کی بے عزتی کا بدلہ بڑی آسانی سے لے سکتی تھیں، وہ گواہ تھی ان کے پاس ثبوت تھے، مگر انہوں نے تمہارا بھرم رکھا، اور تم اب تک ان سے بغض رکھے ہوئے ہو، اتنا بغض کہ تم اندھی ہو گئی کہ تم کرنے کیا جا رہی ہو؟" اس کے لہجے میں درد ہی درد تھا، مان ٹوٹنے کا، اعتماد بکھرے کا، اور حقیقت کے آشکار ہونے کا۔

"عماد۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"میرا نام مت لو تم، تم یہ حق کھو چکی ہو، تم نے میری ماں کی دوائیاں بدل کر مجھ سے بدلہ لینا چاہا، سیریسلی فروہ؟ تم اتنا کیسے گر گئی؟ صرف ایک تلخ کلامی کا بدلہ لینے کے لئے تم اتنا پست ہو گئیں کہ تم نے میری بے بس، بستر پر پڑی ماں سے اس بات کا بدلہ لینا چاہا؟" اس کا لہجہ دردناک تھا، فروہ نے بے چینی سے لب کاٹے۔

کہیں واقعی وہ انعم کی لگائی آگ میں اتنا تو نہیں گر گئی تھی کہ اپنے ساتھ اپنے سے جڑے لوگوں کو بھی بری طرح زخمی کر گئی تھی۔

"مگر میں تو۔۔" فروہ نے اسے حقیقت بتانی چاہی۔

"تم ایسی تو نہیں تھی، تم تو بہت نرم دل، حساس اور بھلی سی لڑکی تھی، جس فروہ کو میں جانتا تھا وہ کبھی کسی کو جان بوجھ کر تو کیا انجانے میں بھی تکلیف دینے کا نہیں سوچتی تھی، یہ تم نے کیا کیا فروہ؟ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا" عماد نے دکھ سے اسے دیکھا۔

جتنا کچھ وہ اسے کہنے آیا تھا اور کہنا چاہتا تھا اس کی وجہ سن کر جیسے سارے شکوے، ساری شکایات دم توڑ گئیں تھیں۔ وہ جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

دو قدم ہی چلا تھا کہ وہ رکا، پلٹے بغیر دوبارہ بولا۔

"تم صبح ہی یہاں سے واپس اپنے گاؤں چلی جاؤ، ہمارے گھر میں کسی سائیکو پیتھ سازشی انسان کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ہاں کل نکاح میں شرکت کرنے کا بھی تمہیں کوئی حق نہیں ہے، اس لئے اگر ذرا سی سیلف رسپیکٹ رہ گئی ہو تو کل صبح سویرے یہاں سے نکل جانا"

وہ کہتے ساتھ باہر نکل گیا تھا، فروہ نے بے بسی سے دروازے کو دیکھا تھا جہاں سے وہ ابھی ابھی نکل کر گیا تھا۔ کیا واقعی بدلے اور جیلسی کی آگ میں وہ اتنے سخت قدم اٹھا چکی تھی کہ اب واپسی ممکن نہیں رہی تھی؟

☆☆☆☆☆

آج کی صبح عید بن کر اتری تھی، ہر طرف خوشی، قہقہے اور چہل پہل کا سماں تھا کیونکہ آج ہبہ اور طلال کا نکاح تھا۔ دن کی نرم دھوپ بخاری ولا کے وسیع و عریض لان پر پھیلی ہوئی تھی، اور سبزہ، جو ہمیشہ سے سلیقے سے سیٹ ہوتا تھا، آج کسی خاص دن کے انتظار میں مزید نکھرا دکھائی دے رہا تھا۔

لان کے عین وسط میں سفید پھولوں سے سجا ایک خوبصورت محراب نصب کیا جا رہا تھا، جس پر مالی اور سجاوٹ کرنے والے کاریگر مصروفِ عمل تھے، سفید گلاب اور موتیے کی لڑیاں ایک ایک کر کے لٹکائی جا رہی تھیں، جیسے کوئی نازک سا جھرنا رکنے کا نام ہی نہ لے رہا ہو۔

محراب کے ساتھ نرم ململ کے پردے ہوا میں ہلکے سے لہراتے، جن کے کناروں پر ابھی مزید پھول ٹانکے جا رہے تھے۔ سامنے دو شاہانہ کرسیاں رکھی جا چکی تھیں، سفید اور سنہری کام کے ساتھ، جن کے گرد بھی پھولوں کی مزید سجاوٹ کا سلسلہ جاری تھا۔ کچھ کاریگر سیڑھیوں پر چڑھے اوپر جھالریں ٹھیک کر رہے تھے، جبکہ کچھ نیچے قالین بچھانے میں مصروف تھے۔

فضا میں تازہ پھولوں کی مہک، ہلکی سی مٹی کی خوشبو کے ساتھ گھلی ہوئی تھی، اور کہیں دور سے آوازیں آ رہی تھیں، کوئی ساز و سامان کی ترتیب پر ہدایات دے رہا تھا، تو کوئی آخری لمحے کی تبدیلیوں پر بحث کر رہا تھا۔ ابھی سب کچھ ادھورا سا تھا، مگر اس ادھورے پن میں بھی ایک خوبصورتی جھلکتی تھی، جیسے پورا لان کسی خواب کو حقیقت میں ڈھلتا دیکھ رہا ہو۔

وہ ایک تسلی بخش نگاہ سجاوٹ کرتے لوگوں پر ڈال کر مڑا ہی تھا کہ طلال کو اپنے ہمراہ پایا۔

"ارے بھائی آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" اس نے خوشگوار حیرت سے پوچھا۔

"دیکھ رہا ہوں میرا چھوٹا بھائی کتنا بڑا ہو گیا ہے" اس کے مسکرا کر کہنے پر عماد نے بھی مسکرانے کی کوشش کی تھی۔

"کیا بات ہے عماد؟" اس کا غیر معمولی چپ ہونا محسوس کر کے طلال کو تشویش ہوئی۔

"کچھ نہیں بھائی" اس نے چھپانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ رات بھر کا غصہ، تکلیف اور اذیت نے اسے بری طرح تھکا دیا تھا، وہ پوری رات سو نہیں پایا تھا اور اسی لئے وہ ساری تکلیف اور تھکن اب اس کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی۔

"مجھے نہیں بتاؤ گے؟" طلال نے نرمی سے مسکرا کر پوچھا تھا، عماد نے تڑپ کر اسے دیکھا، آج طلال کی زندگی کا سب سے بڑا دن تھا، وہ اسے دکھی یا پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"بابا بہت یاد آرہے ہیں" اس نے نم آنکھوں سے طلال کو دیکھا تھا، جواب ایسا دیا تھا کہ جھوٹ بھی نہیں تھا اور بات سنبھالی بھی گئی تھی۔

طلال نے اس کی جانب اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے تھے، وہ بھی مسکرا کر اس کے گلے لگا تھا، بھائی کا کندھا ملتے ہی جیسے اس کا ضبط ٹوٹ گیا تھا، اس کی آنکھوں سے آنسو بہنا جاری ہوئے تو طلال بھی پریشان ہو گیا تھا۔ لیکن اس نے اسے رونے دیا تھا، اسے وہ روائیتی جملے نہیں کہے تھے کہ "مرد روتے نہیں ہیں" یا "حوصلہ کرو، اللہ کا حکم تھا" وہ بس اس کا کندھا بنا وہاں کھڑا تھا۔

وہ کافی دیر سے عماد کو طلال کے گلے سے لگا دیکھ رہا تھا، جتنا وہ عماد کو جانتا تھا وہ بہت مضبوط اعصاب کا مالک تھا، زندگی میں جیسے بھی حالات ہوں وہ کبھی اپنی پریشانی چہرے پر ظاہر نہیں ہونے دیتا تھا۔ جب فکر مزید ستانے لگی اور اس سے رہا نہ گیا تو وہ ان دونوں کی جانب چلا آیا۔

"بس کر طلال بھائی رخصت ہو کر کہیں نہیں جا رہے" عدیل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

مانوس سی آواز سن کر اس نے اپنا طلال کے سینے سے اٹھایا تھا۔ اسے لگا تھا فروہ اور عدیل صبح سویرے نکل گئے ہوں گے، مگر وہ اب بھی وہیں تھا۔

"بس کرنہ ان کی رخصتی ہو رہی ہے نا تیری" اس کے دوبارہ کہنے پر وہ کچھ سنبھلا تھا، مسکراتے ہوئے آنسو پونچھے تھے، اس نے اسے ٹیشو دیا تا کہ وہ اپنا چہرہ صاف کر سکے، طلال نے اسے دیکھا اب وہ کافی کمپوزڈ ہو چکا تھا۔

طلال اور عدیل نے عماد کو اس کے ایمو شنل ہو جانے پر برا محسوس نہیں کروایا تھا، اور پھر وہ تینوں معمول کی باتیں کرنے لگے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

☆☆☆☆☆

"طلال بھائی؟" وہ اپنے کمرے کی جانب جا رہا تھا جب مروہ ہانپتی ہوئی اس تک پہنچی تھی۔

"آپ ابھی تک یہیں ہو، سالون نہیں جانا آپ سب کو؟" وہ مسکرا کر پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔۔وہ جانا تھا، مگر ہبہ بھابھی کی ضد کی وجہ سے بیوٹیشن کو گھر بلا لیا ہے، وہ چاہتی تھیں کہ وہ گھر پر ہی آرام سے تیار ہوں اور فوزیہ آنٹی اور تائی امی بھی تیار ہو جائیں گی اس طرح سے" اس کے تفصیلی جواب پر طلال نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"ہم۔۔یہ تو اچھی بات ہے" وہ کہہ کر جانے لگا جب دوبارہ مروہ کے بلانے پر رکا۔

"طلال بھائی؟" آتے جاتے مزدوروں کی وجہ سے وہ آہستگی سے بولی تھی

"جی؟" اب کی بار وہ ابرو اچکائے اسے دیکھ رہا تھا، انداز اس کا بھی سرگوشی نما تھا۔

"ہبہ بھابھی آپ سے ملنا چاہتی ہیں" مروہ نے دھیرے سے کہا

اس کی بات پر طلال کو خوشگوار حیرت ہوئی، کہاں تو وہ نکاح کی بات کے بعد سے اس سے چھپتی پھر رہی تھی اور آج خود ملنے کے لئے بلایا ہے، اس کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ آ ٹھہری۔

"کیوں؟" بے ساختہ سوال۔

"اب یہ بھی میں بتاؤں؟ جا کر ان سے پوچھیں" وہ منہ پھولائے کہہ رہی تھی۔ طلال کو اس کی حرکت پر ہنسی آ گئی۔

"مجھے نہیں معلوم کیوں بلایا ہے، بس وہ ریکوسٹ کر رہی تھیں کہ انہیں آپ سے نکاح سے پہلے ایک ضروری بات کرنی ہے اس لئے مجھے آپ کو بلانے بھیجا۔ اب اگر آپ کی انو سٹیگیشن مکمل ہو چکی ہو، تو آپ ان کے پاس چلے جائیں؟ وقت بہت کم ہے" مروہ کے مدلل انداز پر اپنی ہنسی روکتا وہ تھمز اپ کرتا وہاں سے چلا گیا، مروہ بھی عرصے بعد طلال جیسے ثوبر انسان کا باؤلا پن دیکھ کر ہنس دی تھی۔

☆☆☆☆☆

اس نے دھیرے سے کمرے کا دروازہ دھکیلا تھا، اندر قدم رکھتے ہی لگا جیسے کوئی رنگوں کا طوفان رک کر ٹھہر گیا ہو۔ بستر پر سفید اور سنہری کام والا جوڑا پھیلا ہوا تھا، کچھ جوڑے دوسری جانب ابھی پلاسٹک کے غلافوں میں لپٹے ہی پڑے تھے، ان کے کناروں سے جھانکتی زری اور گوٹے کی چمک روشنی میں جھلملا رہی تھی۔

فرش پر کھلے ہوئے سوٹ کیس، ادھ بھرے اور ادھ خالی، ان کے ارد گرد جوتوں کے ڈبے، چوڑیوں کی ڈبیاں، اور مخمل کے زیور دان بکھرے پڑے تھے۔ میز پر مہندی کے کون، عطر کی شیشیاں اور میک اپ کا سامان بے ترتیبی سے رکھا تھا، جبکہ کونے میں مٹھائی کے ڈبوں کا ڈھیر اور تحائف کے چمکدار ریپر ایک دوسرے پر لدے تھے۔

ہوا میں گلاب، عطر اور تازہ کپڑوں کی ملی جلی مہک رچی تھی، اور ہر چیز میں ایک خوشکن احساس بخش رہی تھی، کمرے کا بھرپور جائزہ لینے کے بعد اب اس نے پر سکون نگاہیں ہبہ پر ڈالی تھیں جو مہندی آرٹسٹ کے سامنے بیٹھی مہندی لگوا

رہی تھی، وہ مشکل سے جاگنے کی کوشش کر رہی تھی، ایک ہاتھ سے جمائی روکنے کی کوشش کرتی مگر مہندی کی وجہ سے پھر نہ روک پاتی۔

بیزار، تھکاوٹ بھری نگاہیں سے اس نے ایک بار منتظر نگاہوں سے دروازے کی جانب دیکھا تھا، سامنے وائٹ شرٹ اور چیک ریڈ بلیک ٹراؤزر میں طلال کو ملبوس دیکھ کر اس کی ساری تھکن اور سستی ایک لمحے میں ہوا ہوئی تھی۔

"آپ نے بلایا تھا؟" ہمیشہ یہ جملہ ہبہ کی جانب سے ادا ہوتا تھا آج طلال نے کہا تو ہبہ ایک لمحے اسے دیکھنے پر مجبور ہو گئی، اس کی تابعدار انداز پر ہبہ کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

"آپ تھوڑی دیر ریسٹ کر لیں، دوسرے ہاتھ کی ہم پندرہ منٹ بعد لگاتے ہیں" اس نے دھیرے سے مہندی آرٹسٹ کو کہا، جو اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے، سامان ایک طرف رکھ کر کمرے سے باہر چلی گئی تھی، طلال نے ایک نگاہ اس لڑکی پر ڈالی، اور دوسرے ہبہ پر۔

وہ کمرے کے وسط میں ایک کرسی پر بیٹھی تھی، اس کے سامنے ایک چھوٹا سا سٹول تھا جس پر مہندی آرٹسٹ ابھی مہندی لگاتے اٹھی تھی۔

"مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی" اس نے ہمت کرتے ہوئے کہا

"جی سنائیے، کیا ضروری بات کرنی تھی آپ کو ہم سے؟" طلال نرمی سے کہتا ہوا اس کے سامنے رکھے اس سٹول پر آ بیٹھا، یوں اب وہ ایک دوسرے کے روبرو بیٹھے تھے، ہبہ نے مضطرب نگاہیں اپنی مہندی سے رچی ہتھیلی پر مرکوز کر دیں، طلال نے اس کے چہرے کا بغور جائزہ لیا۔

حیا، جھجھک، پریشانی، الجھن اور بے چینی سب کچھ ایک ساتھ اس کے چہرے پر اپنا اپنا رنگ چھوڑے ہوئے تھا، مگر سب سے گہرا رنگ یا اس کے چہرے کی لالی کا تھا یا اس کے ہاتھ میں لگی مہندی کا۔

"وہ۔۔" اس نے کہنے کی کوشش کی، بے چینی میں ہمیشہ کی طرح لب کاٹنے لگی۔

طلال نے اسے دیکھا، وہ کچھ کہنے کی جستجو کرتی، پھر رکتی، پھر کوشش کرتی اور پھر کسی اندیشے کے باعث خود کو روک لیتی، کچھ لمحے طلال اس کی حرکات دیکھتا رہا۔

"دیکھیں مس نایاب،" ہبہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کو دیکھا

"کم از کم نکاح کے دن تو مس نایاب کہنا بند کریں" اس کے لبوں سے پھسلا۔

طلال نے ایک محظوظ نگاہ اس پر ڈالی، اس کا یوں برا ماننا، اسے بہت بھلا معلوم ہوا تھا۔

"تو کیا کہوں؟" اس نے ہبہ کو محویت سے تکتے پوچھا تھا۔

"میرا نام ہے اتنا اچھا، نام لے لیا کریں آپ" اس نے جھکے سر کے ساتھ کہا تھا۔

"بیگم کہہ لوں؟" طلال نے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دباتے ہوئے پوچھا۔

ہبہ نے جھیمپ کر اسے دیکھا، ان آنکھوں میں وہی ٹھہراؤ تھا، وہی سنجیدگی، مگر آج اس کے ساتھ ساتھ کوئی نرم سا اضطراب بھی جھلک رہا تھا، جیسے وہ بہت کچھ کہنا چاہتا ہو اور کسی صحیح موقع کے انتظار میں ہو۔

ہبہ کا دل ایک لمحے کو بے ترتیب دھڑکا۔ اس نے نظر ہٹانی چاہی، مگر پلکیں جیسے بھول گئیں کہ جھکنا کیسے ہے۔ چند لمحے، بس چند لمحے، دونوں کے بیچ نہ کوئی لفظ تھا، نہ کوئی آواز، صرف ایک خاموش سا سوال اور ایک ان کہا سا جواب۔

پھر ہبہ نے آہستگی سے نگاہیں جھکا لیں، اور ہونٹوں کے کنارے پر بمشکل چھپی ہوئی ایک مسکراہٹ ابھر آئی۔ طلال نے اسے دیکھا، اور اس کے سنجیدہ چہرے پر بھی ایک مدھم سی نرمی اتر آئی، جیسے اس نے وہ جواب سن لیا ہو جو کبھی کہا ہی نہیں گیا تھا۔

"بیگم کہنے میں ابھی تین گھنٹے، ارتالیس منٹ اور پندرہ سیکنڈ باقی ہیں" عماد کے گلہ کھنکھار کر کہنے پر وہ دونوں جیسے ہوش کی دنیا میں واپس آئے، طلال نے زبردست مسکراہٹ کے ساتھ عماد کو دیکھا تھا مگر مسکراہٹ کی خوبصورتی کی بجائے عماد کی نگاہ اس کی غصے سے بھری آنکھوں پر گئیں تو وہ کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا۔

"میں تو بس یہ کہہ رہا تھا کہ بیوٹیشن آگئی ہیں، تو آپ کی ضروری بات ہو گئی یا مزید وقت چاہیے؟" عماد نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم جوڑتے ہوئے نہایت ادب سے عرض کیا تھا۔

"دس منٹ تک بھیج دینا" طلال نے سنجیدگی سے کہہ کر واپس ہبہ کی جانب دیکھا، جو اس بات کا مطلب تھا کہ وہ یہاں سے جا سکتا ہے، عماد نے منہ بناتے ہوئے واپسی کی راہ لی اور دروازہ بند کر دیا۔

"جی تو اب بتائیں کیا بات تھی؟" طلال کے سنجیدگی سے پوچھنے پر ہبہ نے مضطرب ہو کر طلال کو دیکھا تھا۔

جاری ہے۔

ZOHA ASIF